روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون ۲۲۹۰
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۸۵ | اتوار ۵ ذیقعدہ ۱۴۱۴ھ، ۱۷ شہادت ۱۳۷۳ ہش، ۱۷ اپریل ۱۹۹۴ء

# ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

متقیوں کے واسطے بڑے بڑے وعدے ہیں اور اس سے بڑھ کر کیا ہو گا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں کا ولی ہوتا ہے۔ جھوٹے ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ ہم مقرب بارگاہ الٰہی ہیں اور پھر متقی نہیں ہیں بلکہ فسق و فجور کی زندگی بسر کرتے ہیں۔ اور ایک ظلم اور غضب کرتے ہیں جبکہ وہ ولایت اور قرب الٰہی کے درجہ کو اپنے ساتھ منسوب کرتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ متقی ہونے کی شرط لگا دی ہے۔

پھر ایک اور شرط لگاتا ہے یا یہ کہو، متقیوں کا ایک نشان بتاتا ہے (-) خدا ان کے ساتھ ہوتا ہے یعنی ان کی نصرت کرتا ہے جو متقی ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی معیت کا ثبوت اس کی نصرت ہی سے ملتا ہے۔ پہلا دروازہ ولایت کا ویسے بند ہوا۔ اب دوسرا دروازہ معیت اور نصرت الٰہی کا اس پر بند ہوا۔ یاد رکھو اللہ تعالیٰ کی نصرت کبھی بھی ناپاکوں اور فاسقوں کو نہیں مل سکتی۔ اس کا انحصار تقویٰ ہی پر ہے۔ خدا کی اعانت متقی ہی کے لئے ہے۔ (ملفوظات جلد اول ص ۲۷۹)

## احباب جماعت کا شکریہ اور درخواست دعا

محترم صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب امیر جماعت احمدیہ امریکہ رقم فرماتے ہیں۔

حضرت امام جماعت احمدیہ اور آپ سب کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر صحت عطا فرمائی ورنہ پہلے تو میں کھڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ اب بفضل خدا بغیر سہارے کے آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا ہے میری بیماری اور کمر کے اپریشن کے دوران بہت سے احباب جماعت اور عزیز و اقارب نے خطوط اور ٹیلی فون کے ذریعہ فکرمندی کا اظہار فرمایا اور دعائیں کیں۔ سب دوستوں کا شکریہ فرداً فرداً تو ممکن نہیں اس لئے الفضل کی اعانت سے ان سب کا احسان منداوز ممنون ہوں۔ آئندہ تین چار ہفتوں میں آنکھوں کا اپریشن بھی ہونے والا ہے اسکی کامیابی کے لئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں۔ اور یہ کہ اللہ اپنے فضل و کرم سے ہر قسم کی لاچاری اور معذوری سے محفوظ رکھے اور مقبول خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔

## اعلان نکاح

○ مکرم حامد کریم محمود صاحب مربی سلسلہ پولینڈ رقم فرماتے ہیں

خاکسار کی بیٹی عطیتہ الکریم کا نکاح مکرم چوہدری غلام دستگیر صاحب امیر جماعت فیصل آباد نے عزیزم چوہدری محمد اسلم ابن مکرم چوہدری عبدالحمید صاحب محراب پور سندھ کے ساتھ بیت الفضل فیصل آباد میں پڑھا۔ دلہا اور دلہن دونوں مکرم چوہدری ڈاکٹر فضل کریم صاحب کریم میڈیکل ہال فیصل آباد کے نواسے اور پوتی ہیں۔

احباب سے اس رشتہ کے ہر لحاظ سے بابرکت ہونے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

## اللہ تعالیٰ کے احسانات اور انعامات پر غور کرنے سے محبت الٰہی بڑھتی ہے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

انسانی سرشت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ اپنے محسن سے محبت کرتا ہے۔ اسی قاعدہ اور تقاضہ فطرت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے "کلام الٰہی" میں یہ طرز بھی اختیار کیا ہے اور سعادت مندوں کو اپنے احسان و انعام یاد دلاتا ہے کہ وہ محبت الٰہی میں ترقی کر کے سعادت حاصل کریں۔ اندرونی و بیرونی انعامات پر غور کریں اور سوچیں تا ان کی جناب الٰہی سے محبت ترقی کرے۔ پھر یہ بات بھی انسان کی فطرت میں ہے کہ جب انسان کسی سے محبت بڑھا لیتا ہے تو محبوب کی رضامندی کے لئے اپنا وقت اپنا مال اپنی عزت و آبرو غرض ہر عزیز سے عزیز چیز کو خرچ کرنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے پس جب خدا تعالیٰ کے احسانات اور انعامات کے مطالعہ کی عادت پڑ جاوے تو اس سے اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو گی اور روز بروز بڑھے گی۔ اور جب محبت بڑھ گئی تو وہ اپنی تمام خواہشوں کو رضاء الٰہی کے لئے متوجہ کر سکے گا اور رضاء الٰہی کو ہر چیز پر مقدم سمجھ لے گا۔

دیکھو سب سے بڑا اور عظیم الشان احسان جو ہم پر کیا وہ یہ ہے کہ ہم کو پیدا کیا۔ اگر کوئی دوست مدد دیتا ہے تو ہمارے پیدا ہونے اور موجود ہونے کے بعد۔ اگر کوئی راہ بتلا سکتا ہے یا علم پڑھا سکتا ہے۔ مال دے سکتا ہے۔ غرض کہ کسی قسم کی مدد دیتا ہے تو پہلے ہمارا اور اس چیز کا اور دینے والے کا وجود ہوتا ہے تب جا کر وہ مدد دینے والا مدد دینے کے قابل ہوتا ہے۔ غرض تمام انعاموں کے حاصل کرنے سے پیشتر جو کسی غیر سے ہوں پہلا اور عظیم الشان احسان خدا تعالیٰ کا یہ ہے کہ اس نے ہم کو اور اس چیز کو جس سے ہمیں راحت پہنچے اور جس نے ہمیں راحت پہنچائی اس کو وجود عطا کیا۔ پھر صحت و تندرستی عطا کی۔ اگر ذرا بھی بیمار ہو جاوے تو تمام راحت رساں چیزیں بھی راحت رساں نہیں رہتیں۔ دانت درد کرے تو اس کو نکالنا ہی پڑتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں کو جو احسانات کا مطالعہ نہیں کرتے خبر بھی نہ تھی۔ غرض یہ سب انعامات جو ہم پر ہوتے ہیں ان میں سے اول اور بزرگ ترین انعام وجود کا ہے جو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ میری حالت کو دیکھو اس وقت میں کھڑا بول رہا ہوں۔ مگر کیا کوئی بتلا سکتا ہے کہ سو اسی برس پیشتر میں کہاں تھا؟ اور میرا کیا ذکور تھا۔ کوئی نہیں بتلا سکتا۔ یہ جناب الٰہی کا فیضان ہے کہ ایک ذرا سی چیز سے انسان پیدا کیا۔

(از خطبہ ۲۰۔ اکتوبر ۱۸۹۹ء)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۱۷ - شہادت ۱۳۷۳ہش
۱۷ - اپریل ۱۹۹۴ء

# مختلف طریقہ ہائے علاج

بیماری انسان کی زندگی کا ایک لازمی حصہ ہے۔ دنیا میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہو سکتا جو کبھی نہ کبھی بیمار نہ پڑا ہو۔ کبھی تھوڑے عرصے کے لئے کبھی زیادہ عرصے کے لئے۔ کبھی ہلکی سی بیماری اور کبھی شدید بیماری۔ لیکن بیمار ضرور پڑتا ہے اور جب بیمار پڑتا ہے تو اس کی ایک ہی غرض ہوتی ہے اور وہ یہ کہ صحت مند ہو جائے۔ صحت مند ہونے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے کچھ قوانین پیدا کر رکھے ہیں۔ کچھ دوائیں پیدا کر رکھی ہیں۔ انسان بعض باتوں سے احتیاط کرتا ہے بعض دوائیں کھاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے شفا دے دیتا ہے۔ وہ دوائیں کیا ہونی چاہئیں اور کیسی ہونی چاہئیں۔ یہ انسان بے شک سوچتا رہے۔ لیکن بیمار کو اس بات سے ہرگز کوئی غرض نہیں ہونی چاہئے۔ دوا دوا ہے اور اگر کسی بھی دوا سے اسے شفا حاصل ہو جائے تو اسے اس بات سے کیا غرض کہ وہ دوا کونسی ہے۔ ایلوپیتھی ہے' یونانی ہے ہومیوپیتھی ہے یا کوئی اور ہے۔ اگر کوئی شخص بیماری میں بھی اس بات پر زور دیتا ہے کہ میں فلاں قسم کی دوا نہیں کھاؤں گا اور صرف فلاں قسم کی دوا کھانے کے لئے تیار ہوں تو یہ اس کا واہمہ ہے اور واہمے اکثر و بیشتر درست ثابت نہیں ہو سکتے۔ مختلف طریقے علاج کے دنیا میں رائج ہیں۔ اور ان کے رواج پا جانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کے استعمال سے لوگوں کو فائدہ ہوا ہے اگر کسی دوائی سے کبھی کسی کو بھی فائدہ نہ ہو تو وہ رواج پذیر نہیں ہو سکتی۔ یہ تو ممکن ہے۔ بلکہ یہ لازم ہے کہ کسی دوائی سے کسی کو آرام آجائے اور کسی کو نہ بھی آئے۔ دوا کے رواج پانے کے لئے ضرورت اس بات کی ہوتی ہے کہ اس سے زیادہ تر فائدہ ہو زیادہ لوگ فائدہ اٹھائیں اور کم لوگوں کے لئے وہ بے اثر ثابت ہو۔ اگر کسی دوا کو زیادہ تر لوگ مفید سمجھتے ہیں تو یقیناً وہ دوا رائج ہو جائے گی۔ چاہے ایلوپیتھی ہو' یونانی ہو یا ہومیوپیتھی ہو۔ پس ہمارا فرض یہ ہونا چاہئے کہ بیماری کے وقت اس بات پر اصرار نہ کیا جائے کہ مجھے فلاں قسم ہی کی دوا چاہئے۔ جو بھی دوا مل جائے۔ جس دوا کے متعلق بھی یہ خیال ہو کہ یہ اثر انداز ہو سکتی ہے وہ کھا لینی چاہئے۔

گو بہت کمزور ہوں شوریٰ میں جاؤں گا ضرور
راحتِ دل ہے یہی اور ہے یہی میرا قرار
لمحے لمحے کو غنیمت جانتا ہوں آج کل
"پھر خدا جانے کہ کب آئیں یہ دن اور یہ بہار"

ابوالاقبال

تو نے ہاتھ میں پکڑے پھول
میری روح میں بکھرے پھول

نقشہ تیری بستی کا
منزل خوشبو' رستے پھول

ہم نے تیرے ہونٹوں پر
دیکھے چلتے پھرتے پھول

تیری ہی تصویر بنی
جب موسم نے پہنے پھول

پھولوں سے بھی نازک تر
"جن ہاتھوں نے توڑے پھول"

ہاتھ میں تیرا ہاتھ لئے
ہم چنتے ہیں دل کے پھول

پوچھ رہے ہیں اپنا جرم
گلدانوں میں رکھے پھول

تو ہنس دے تو کھلتے ہیں
ہر موسم کے پہلے پھول

بولیں تیری آنکھوں میں
سرخ' گلابی' نیلے پھول

تو نے جس پر پاؤں رکھا
اس مٹی سے نکلے پھول

چہرہ ایسی ایک کتاب
جس سے نکلیں سوکھے پھول

آصف محمود باسط

ارشادات حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع

# افکارِ عالیہ

یہ جو فرق ہے کہ بعض دعائیں قبول ہوتی ہیں اور بعض نہیں۔ آنسو فرق نہیں پیدا کرتے۔ بعض لوگ مجھے لکھتے ہیں کہ ہمیں عبادت میں کس طرح مزا آئے۔ ہم تو روتے روتے سجدہ گاہوں کو تر کر دیتے ہیں مگر ہماری مطلوبہ چیز نہیں مل رہی۔ ان کو یہ سمجھ نہیں آتی کہ جس چیز کو وہ خدا بنا بیٹھے ہوں پھر اس سے اسی کا وجود مانگیں کیونکہ جب وہ اتنی زیادہ پیاری لگنے لگ گئی ہو کہ وہی قبلہ بن چکی ہو اور خدا کی طرف حمد صرف لفظوں سے منسوب کی جا رہی ہو اور فی الحقیقت خدا کی کائنات میں دوسری مختلف چیزیں انسان کی نظر میں محمود بن گئی ہوں' قابل حمد بن گئی ہوں تو جب وہ خدا کے حضور روتا ہے تو حمد کی وجہ سے نہیں روتا۔ وہ اس وجہ سے روتا ہے کہ اس کی طلب نہیں پوری ہو رہی۔ بیمار جب چیخیں مارتا ہے تو کسی تکلیف کی وجہ سے چیخیں مارتا ہے۔ ضروری تو نہیں کہ اس کی چیخوں سے اس کا علاج ہو جائے۔ علاج تو علاج کے علم کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس عبادات میں بھی ایک سائنس ہے۔ دعاؤں کی بھی ایک سائنس ہے جو دعائیں مستجاب ہونے کا حق رکھتی ہیں وہی مستجاب ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ آنسوؤں سے خالی بھی ہوں۔ ابھی دعا نہ بھی بنی ہوں تب بھی وہ مقبول ہو جایا کرتی ہیں اور اس کا راز اسی میں ہے کہ سورہ فاتحہ کو آپ سمجھیں اور حمد کے مضمون کو خدا تعالیٰ کی چار صفات پر اطلاق کرتے چلے جائیں پھر جب (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کہیں تو اپنے نفس کا جائزہ لیں اور غور کریں کہ کہاں کہاں آپ کی عبادت واقعتہ "حمد سے لبریز ہے اور کہاں کہاں خالی ہے۔ اپنی روزمرہ کی زندگی کے حالات پر نظر ڈالیں تو (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کا مضمون ہی ایک ایسا مضمون ہے جو آپ کے قدم روک لے گا اور آپ کبھی بھی اس مضمون سے نئے نکات حاصل کئے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے۔ سورہ فاتحہ کا ایک مضمون بھی ایسا نہیں جسے انسان ساری زندگی کے غور و خوض کے بعد ختم کر سکے تو بتائیے کون سی اکتاہٹ کا مقام ہے۔ اکتاہٹ پیدا کیسے ہو سکتی ہے۔ اکتاہٹ تو ہوتی ہے جب ایک چیز بار بار اسی شکل میں سامنے آئے۔

خدا تعالیٰ کا قرآن کریم میں یہ تعارف ملتا ہے کہ (-) (سورۃ الرحمن ۳۰'۳۱) خدا کی ہستی ایسی ہے کہ ہر لحظہ اس کی شان بدل رہی ہے' اس سے انسان کیسے بور ہو سکتا ہے۔ اگر بدلتی ہوئی شان دیکھنے کی استطاعت کسی میں پیدا ہو جائے' اسے ایسی آنکھیں نصیب ہو جائیں جو بدلتی ہوئی شان کو دیکھ سکیں تو اس کے لئے تو خدا تعالیٰ کبھی پرانا ہو ہی نہیں سکتا اور سورہ فاتحہ کے شیشوں سے آپ خدا کی بدلتی ہوئی شان دیکھ سکتے ہیں۔ یہ سورہ فاتحہ وہ آلہ ہے۔ جیسے دوربین یا خوردبین۔ بعض چیزوں کو خاص نہج سے' قریب سے دور سے دیکھنے کے لئے اسی قسم کے آلے یا کیمرے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اسی طرح سورہ فاتحہ کو بھی ایک صاحب بصیرت انسان خدا تعالیٰ کی صفات دیکھنے اور اس کی نئی نئی شانیں دیکھنے میں استعمال کر سکتا ہے۔ اور اگرچہ صرف چار صفات کا ذکر ہے مگر امر واقعہ یہ ہے کہ ان چار صفات میں خدا تعالیٰ کی تمام صفات موجود ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ اس چھوٹی سی سورۃ کو ام الکتاب کہا گیا ہے اور قرآن کریم میں خدا تعالیٰ کی تمام صفات کی بحث ہے۔ پس کیسے اسے ام الکتاب کہہ سکتے ہیں اگر اس میں خدا تعالیٰ کی صفات میں سے صرف چار بیان ہوں۔ سوائے اس کے کہ وہ چاروں صفات ام الصفات ہوں اور یہی امر واقعہ ہے۔ ان چار صفات کے ایک دوسرے کے عمل کے ساتھ اور ان کی جلوہ گری میں آپ کو خدا تعالیٰ کی تمام صفات دکھائی دے سکتی ہیں۔

پس ام الکتاب کا صرف یہ مطلب نہیں کہ سورہ فاتحہ میں مضامین ہیں۔ ان میں ہر لفظ جو بیان ہوا ہے وہ ماں کا درجہ رکھتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی چار صفات ام الصفات ہیں۔ عبادت کا مضمون خدا سے تعلق کے لحاظ سے ہر مضمون کی ماں ہے۔ یہ وہ رستہ ہے جس کے ذریعے خدا سے تعلق قائم ہوتا ہے اور اس کے بغیر کچھ بھی باقی نہیں رہتا تو زندگی کے کسی دائرے میں بھی خدا سے تعلق ہو خواہ بظاہر آپ نماز پڑھ رہے ہوں یا نہ پڑھ رہے ہوں' وہ حقیقت میں عبادت ہی ہے جس کے ذریعے یہ تعلق قائم ہو سکتا ہے اور اس مضمون کو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ہمارے سامنے اس طرح کھول کر بیان فرما دیا جب فرمایا کہ اگر تم بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالتے وقت یہ سوچتے ہوئے لقمہ ڈالو کہ خدا راضی ہوگا اور خدا چاہتا ہے کہ تم اپنی بیوی کے حقوق ادا کرو اور اس سے حسن سلوک کرو تو تمہارا یہ فعل بھی عبادت بن جائے گا۔ تو اب دیکھ لیں اس چھوٹی سی مثال میں ہر انسانی زندگی کے ہر عمل کو عبادت میں تبدیل کرنے کا کتنا عظیم الشان نسخہ بیان فرما دیا گیا۔ اور تعلق صرف نماز کے ذریعہ قائم نہیں ہوتا بلکہ ہر آن انسان کے گرد و پیش ہونے والے واقعات اور اس کے تجارب کے ساتھ خدا تعالیٰ کی عبادت کا ایک تعلق ہے۔ انسان اپنے گرد و پیش ہونے والے واقعات سے متاثر ہو کر جو بھی رد عمل دکھاتا ہے وہ رد عمل عبادت کا رنگ بھی اختیار کر سکتا ہے اور عبادت سے دور بھی ہٹ سکتا ہے۔

پس (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) میں تعلق باللہ کی ماں بیان ہو گئی ہے یعنی اس ایک لفظ کے اندر' اس ایک عہد میں کہ اے خدا تیرے سوا ہم کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔ تیری کریں گے اور صرف تیری کریں گے۔ تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ کسی اور کی عبادت نہیں کرتے۔ غیر کی عبادت کا انکار کرتے ہیں۔ اس اقرار میں ہر تعلق باللہ کی جان ہے اور اس کو آپ جتنا وسیع کرتے چلے جائیں گے۔ اتنا ہی زیادہ آپ اس کے مطالب سے استفادہ کرتے چلے جائیں گے۔ (ہم صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) میں بھی بظاہر آپ غیروں سے سوال بھی کرتے ہیں۔ بچہ ماں سے سوال کرتا ہے۔ باپ سے چیز مانگ لیتا ہے۔ دوست دوست سے چیز مانگ لیتا ہے۔ اس میں اور (ہم صرف تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) میں فرق کیا ہے۔ اس فرق پر جب آپ غور کریں گے تو پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ دوست کی حیثیت' ماں کی حیثیت' باپ کی حیثیت' بچے کی حیثیت جب تک یہ حیثیتیں اصل مقام پر قائم نہ ہوں اور خدا کے مقابل پر ان کے مقام انسان کے پیش نظر نہ ہوں' اگر ان کے ضائع ہونے کے باوجود خدا باقی رہتا ہو اور ان کا حسن اور ان کی خوبیاں یوں دکھائی دیتی ہوں جیسے خدا کا حسن اور خدا کی خوبیاں ان میں منعکس ہو رہی ہوں تو پھر ان سے مانگنا خدا ہی سے مانگنا بن جائے گا اور غیر اللہ سے مانگنا نہیں رہے گا لیکن اگر ان کے مقام بگڑے ہوئے ہیں اور ان کے مقامات خدا تعالیٰ کے مقام سے الگ ہوں اور اس راہ پر نہ ہوں تو پھر یہ شرک کے آلات بن جائیں گے۔

پس قبلے کو قبلہ نما کہنا اس مضمون کی وضاحت کر رہا ہے۔ جب ایک عبادت کرنے والا قبلے کی طرف منہ کرتا ہے تو اس لئے وہ مشرک نہیں ہے کہ قبلہ جس طرف بنا ہوا ہے وہاں موجود عمارت اس کے تصور میں ہی نہیں آتی گویا وہ ہے ہی نہیں صرف منہ اس طرف کیا جاتا ہے لیکن نشانہ بالآخر خدا کے قدم ہیں جن کی عبادت کے سامنے انسان اپنا سر جھکاتا ہے۔ پس اس پہلو سے جب انسان حمد کے مضمون پر نگاہ ڈالتا ہے اور گرد و پیش سب پیاری چیزوں کو اس طرح سمجھنے لگتا ہے کہ ان کی اپنی کوئی حقیقت نہیں' میرے خدا ہی کا حسن ہے تو اس کے بعد جب ان سے استعانت کرتا ہے تو اس استعانت کے بھی کوئی خاص معنی نہیں ہوا کرتے۔ نہ بھی ملے تو اس کو کوئی فرق نہیں پڑتا اور اس کے مانگنے میں ایک استغناء پایا جاتا ہے ایک عظمت پائی جاتی ہے۔ وہ جھک کر نہیں مانگتا۔ وہ جانتا ہے کہ خدا نے ہی اس کو دیا ہے۔ اگر یہ نہیں دے گا اور خدا نے مجھے دینا ہوگا تو ہزار رستے ہیں اس کے دینے کے ہیں۔ ان گنت راہیں ہیں جن سے وہ مجھے عطاء کر سکتا ہے تو عرفان جتنا جتنا بڑھتا چلا جاتا ہے اتنا اتنا نماز میں لذت پیدا ہوتی چلی جاتی ہے اور عرفان بڑھانے کے لئے بہت غیر معمولی علم کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر انسان کا اپنا علم عرفان پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اب کائنات پر غور کرنے کے لئے ایک سائنس دان کا غور بہت وسیع ہو گا۔ اگر اسے خدا تعالیٰ عرفان کی آنکھیں ہی نہ دے تو بڑے سے بڑے علم کے باوجود اس کو حمد کا مضمون سمجھ نہیں آئے گا لیکن ایک معمولی انسان ایک چرواہا' ایک گڈریا' ایک زمیندار کاشتکار یا ایک مزدور اگر بصیرت کی نظر رکھتا ہو تو وہ اپنے روزمرہ کے کاموں میں بھی خدا کی حمد دیکھ سکتا ہے اور حمد کے ترانے گا سکتا ہے۔

(ذوق عبادت اور آداب دعا ص ۱۱ تا ۱۵)

☆☆☆☆☆

## پتہ درکار ہے

○ مکرم چوہدری خورشید احمد صاحب باجوہ ولد چوہدری نبی بخش صاحب باجوہ ساکن چک نمبر ۲۲۔ جی ڈی ضلع ساہیوال کا دفتر وصیت سے کوئی رابطہ نہیں۔ موصی اگر خود پڑھیں یا کسی کو ان کے بارہ میں علم ہو تو دفتر وصیت اطلاع دیں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

صاحبزادہ مرزا مجید احمد - ایم اے

# تفریح کی اہمیت

ہر ذی روح خواہ انسان ہو یا حیوان حتیٰ کہ مشین تک بھی ایک عرصہ تک چلنے کے بعد آرام چاہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ایسا نظام پیدا فرمایا ہے کہ دن کے بعد رات آتی ہے تاکہ تھکا ماندہ انسان آرام کر سکے اور تازہ دم ہو کر پھر کام پر لگ سکے آرام اور نیند کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جب کسی انسان سے کوئی جرم یا راز اگلوانا ہو تو اسے مسلسل جگائے رکھا جاتا ہے جسے بالآخر اس کا جسم اور اس کی قوت ارادی برداشت نہیں کر پاتی اور وہ ہر بات اگل دیتا ہے بلکہ بعض دفعہ تو معصوم ہوتے ہوئے بھی اس اذیت سے بچنے کے لئے وہ "جرم" کا اقرار کر لیتا ہے جو اس نے کیا بھی نہیں ہوتا۔ سنا ہے کہ جب نیا باز پکڑا جاتا ہے تو اسے سدھانے اور انسان سے مانوس کرنے کے لئے اسے مسلسل کئی روز تک سونے نہیں دیا جاتا حتیٰ کہ اس کی شاہین روح بھی ہتھیار ڈال دیتی ہے۔ انسانی صحت کا راز بھی اسی میں ہے کہ چوبیس گھنٹے اس طرح تقسیم کئے جائیں کہ ڈاکٹروں کے مشورہ کے مطابق پوری نیند کر لی جائے جو بچوں کے لئے اور ہوتی ہے اور نوجوانوں اور عمر رسیدہ لوگوں کے لئے اور بلکہ ڈاکٹری نقطہ نظر سے عام انسانوں میں بھی لوگ مختلف قویٰ رکھتے ہیں اور انہیں نیند کے لئے مختلف گھنٹے درکار ہوتے ہیں۔ یہی عمل حیوانوں میں بھی پایا جاتا ہے بلکہ اگر مشینوں کو بھی آپ کچھ عرصہ چلنے کے بعد ریسٹ نہ دیں تو وہ بہت جلد خراب ہو جاتی ہیں اور ان میں جسے Metal fatique کا نام دیا جاتا ہے کا عارضہ لاحق ہو جاتا ہے۔ باقی ماندہ وقت میں سے آج کل کے قانون کے مطابق آٹھ گھنٹے کام کیا جاتا ہے اور باقی وقت عبادات۔ ورزش کھیل کود اور تفریحات میں بانٹ دیا جاتا ہے۔ اگر انسان اس پروگرام پر باقاعدگی سے عمل کرے تو امید رکھی جاتی ہے کہ سوائے اس کے کہ کوئی حادثہ پیش نہ آجائے وہ ایک صحت والی بھرپور زندگی گزارے گا۔

انسانی جسم میں ایک اور چیز بھی ہوتی ہے جسے ہم روح کہتے ہیں۔ جس طرح جسم کی صحت کے لئے بعض عوامل ضروری ہیں اور اگر ان کا خیال نہ رکھا جائے تو جسم پر بد اثرات مرتب ہوں گے اسی طرح روح کو بھی بعض عوامل کی ضرورت پڑتی ہے۔

روح کی سب سے بڑی غذا تو ذکر الٰہی ہی ہے۔ ایک مرتبہ ٹیلی ویژن پر مذاکرہ کے دوران ایک صاحب نے سوال کیا کہ کہا جاتا ہے کہ موسیقی روح کی غذا ہے آپ کا اس کے متعلق کیا خیال ہے تو مہمان نے بڑا اچھا جواب دیا کہ میں یہ تو نہیں کہہ سکتا کہ موسیقی روح کی غذا ہے کیونکہ روح کی غذا بہرحال ذکر الٰہی ہی ہے ہاں موسیقی روح کو تفریح ضرور مہیا کرتی ہے۔ جس طرح جسم کو صرف غذا کی ہی نہیں آرام اور تفریح کی بھی ضرورت پڑتی ہے اسی طرح روح کو بھی اپنی غذا جو ذکر الٰہی ہے کے علاوہ تفریح بھی درکار ہوتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا قول کہ

Man shall not live by bread alone

بڑا ہی پر مغز ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے خوش الحانی بڑی نعمت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بعض جلیل القدر انبیاء کو بھی اس خصوصیت سے نوازا۔ حضرت داؤد علیہ السلام بڑے خوش الحان تھے۔ لحن داؤدی مشہور ہے کہا جاتا ہے کہ جب آپ گاتے تو انسان کیا چرند پرند اردگرد جمع ہو جاتے۔ اچھی آواز کا انسان پر ضرور اثر پڑتا ہے۔ تبھی تو اللہ کے کلام کو خوش الحانی سے پڑھنے کے لئے کہا گیا ہے۔ آخر کیا بات ہے کہ اللہ کا کلام تو وہی ہوتا ہے مگر ایک بھدی آواز سے پڑھنے اور ایک خوش الحان قاری کے وہی آیات پڑھنے سے اثر میں کیوں زمین آسمان کا فرق پڑ جاتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو روایات کے مطابق آپؐ کا استقبال مدینہ کی لڑکیوں نے گا کر اور وہ بھی دف کے ساتھ کیا اسی طرح ایک مرتبہ عید کے موقعہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہؓ کے گھر تشریف فرما تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو انہوں نے دیکھا کہ چند لڑکیاں عید کے موقعہ پر خوشی کے گیت گا رہی تھیں تو حضرت ابوبکرؓ نے انہیں ڈانٹا کہ تم یہ کیا حرکت کر رہی ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر انہیں چھوڑ دو۔ عید کا موقعہ ہے انہیں خوشیاں منانے دو۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب بیان فرماتے ہیں کہ ہم بچے شب برات کے موقعہ پر حضرت بانی سلسلہ سے آتش بازی منگوانے کے لئے پیسے لیتے حضرت صاحب نے کبھی منع نہیں فرمایا بلکہ بعض دفعہ آتش بازی کا تماشا دیکھ بھی لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے متعلق جو غلط طور پر تصور پایا جاتا ہے وہ کچھ اس طرح سے ہے کہ ایک ہستی ہے جو ڈنڈا لے کر اسی انتظار میں بیٹھی رہتی ہے کہ کب کوئی بچارا کمزور انسان غلطی کرے تو اس پر اپنے غضب کے ڈنڈے برسائے میرا تو ذاتی خیال ہے کہ جب ہم اللہ تعالیٰ کو ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق سمجھتے ہیں تو کیا وہ اپنے بچوں کو کبھی کبھار ہنسنے کھیلنے اور کھیل تماشہ کرنے کو بھی ناپسند کرتا ہے۔ کیا وہ یہی چاہتا ہے کہ انسان ہر دم آہ و بکا ہی کرتے رہیں وہ کبھی خوشیاں نہ منائیں اور اس کا اظہار نہ کریں آخر اگر دل خوش ہو گا تو وہ اس کا اظہار بھی چاہے گا۔ ہاں یہ بات صحیح ہے کہ خوشیوں کو معقولیت کے دائرہ کے اندر ہی رکھا جائے اور اسمیں بے حیائی کا مظاہرہ نہ ہو۔ یہ معقولیت کے دائرہ کے اندر رکھنے کی قید تو انسان کے ہر عمل پر لاگو ہوتی ہے۔ غذا انسان کی ضرورت ہے اس میں بھی اگر آپ بے تکا پن اور بد احتیاطی کا مظاہرہ کریں تو وہ بھی آپ کے لئے مضر ثابت ہو گا۔

تفریح کی بہت سی اصناف ہیں جس سے لوگ مستفید ہوتے ہیں۔ سیر بھی تفریح کا ذریعہ ہے اسی طرح غیر ممالک کی سیاحت کوئی کھیل خواہ ان ڈور ہو یا آؤٹ ڈور باقاعدگی سے کھیلنا۔ فوٹو گرافی۔ پینٹنگ۔ خطاطی وغیرہ وغیرہ اب اس لسٹ کو جتنا چاہیں لمبا کر لیں۔ مجھے یاد ہے کہ اباجان حضرت مرزا بشیر احمد صاحب قادیان میں مگدر پھیرا کرتے یہ بڑے بھاری ہوتے تھے۔ اسی طرح بڑے لمبے عرصہ تک فوٹو گرافی کا شوق رہا یہاں تک کہ گھر میں ہی ڈویلپنگ اور پرنٹنگ بھی کیا کرتے تھے۔ پھر باغبانی کا شوق تھا۔ ان کا قائم کردہ قادیان کا آم کا باغ سارے ہندوستان میں مشہور تھا۔ اس میں ایک سو ایک اقسام کے آم تھے۔ نمائش میں ہر دفعہ اول انعام پاتا۔ اسی طرح تعمیرات کا شوق تھا۔ غرض جسم کے ساتھ روح کی تفریح کے لئے سامان سے غفلت نہیں برتی جاتی تھی۔ امام جماعت احمدیہ الثانی حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو خوشبو بہت پسند تھی۔ خود عطر اور سینٹ تخلیق کرتے اسی طرح شکار کا شوق تھا اور بہت ہی اچھے نشانہ باز تھے۔ سیر کے شوقین تھے۔ اسی طرح تیراکی کے بھی۔ بہت ہی اچھے تیراک تھے۔ ہر ماہ آخری جمعرات کو سارا قادیان نہر پر پکنک منانے جایا کرتے ایک پل سے دوسرے پل تک تیراکی کا مقابلہ ہوتا اور ہمیشہ ہی اول آتے اور محمد نور افغان بالعموم دوم باقی دوست راستہ میں آہستہ آہستہ گرتے چلے جاتے۔

اباجان حضرت مرزا بشیر احمد صاحب نے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ "میں تفریح کی اہمیت کا ہرگز منکر نہیں بلکہ دن بدن اس کی ضرورت کا زیادہ قائل ہوتا جا رہا ہوں۔ ہماری زندگیاں اس قدر سنجیدہ اور تفکرات سے اتنی معمور ہیں کہ اگر جائز اور مفید تفریحات کا انتظام نہ کیا گیا تو کام کرنے والے لوگوں کے اعصاب تباہ ہو کر رہ جائیں گے"

جب سے دنیا بنی ہے جس طرح اس میں اہل دانش کی شرح کبھی بھی دس پندرہ فیصد بلکہ شاید اس سے بھی کم ہی رہی ہے اور یہی حال اہل دل لوگوں کا ہے اور یہی تناسب اہل اللہ کا ہی نظر آتا ہے۔ باقی جو اسی فیصد طبقہ ہے اس پر ذرا ہاتھ کو نرم رکھنا چاہئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر عمل کرنا چاہئے کہ دین میں سختی نہیں نرمی پیدا کرو۔

---

(پاکستان ٹائمز ۸- مارچ ۹۴ء ایڈیٹر کے نام خطوط)

## پی ٹی وی کوئز

کچھ دن پہلے پاکستان ٹیلی ویژن کے پروگرام "طارق عزیز شو" میں کمپیئر نے یہ سوال پوچھا کہ قومی اسمبلی نے احمدیوں / قادیانیوں کو غیر مسلم کب قرار دیا؟ جواب دیا گیا ستمبر ۱۹۷۴ء۔ اور ایک لفافہ جس میں کرنسی نوٹ تھے بطور انعام دیا گیا۔

"شو" کے سوال بنانے والوں سے پوچھا جانا چاہئے کہ اس طرح کے تکلیف دہ غصہ دلانے والے اور منفی قسم کے سوالات جو کہ ایک مذہبی جماعت کے احساسات کو مجروح کرتے ہیں، کیوں پوچھے جاتے ہیں؟ خاص کر ایسے حالات میں جب کہ تمام مہذب دنیا یہ یقین رکھتی ہے کہ سیاسی اسمبلیوں کو کسی فرقہ کے مذہب کے فیصلہ کا کوئی اختیار نہیں۔

اور اگر کوئز پروگراموں میں احمدیوں کے متعلق سوالات کو شامل کرنا ہے تو یہ کچھ معلوماتی سوالات ہیں۔

۱۔ قائداعظم نے پاکستان کا پہلا وزیر خارجہ کسے مقرر کیا؟

۲۔ وہ کونسا پہلا پاکستانی تھا جو اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کا سب سے پہلے صدر منتخب ہوا؟

باقی صفحہ ۵ پر

# بوسنیا میں انسان ہی نہیں عمارتیں بھی مر رہی ہیں

آج سے سترہ سال قبل بوسنیا ہرزے گووینا کے شہر موستار کے پر جوش شہریوں نے "سٹاری گراڈ" کے نام سے ایک انقلابی انجمن کی بنیاد ڈالی جس کا بنیادی اور بڑا مقصد یہ تھا کہ شہر کی زوال پذیر تعمیرات کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے جو کہ بلا تمیز مذہب و قوم شہر کے تمام لوگوں کیلئے ایک اجتماعی ثقافتی ورثہ تھا۔

"سٹاری گراڈ" نے انتہائی احتیاط سے تیار کی گئی ایک سکیم کے تحت اس کام کو شروع کیا اور آخر کار ۹ سال کے بعد ۱۹۸۶ء میں یہ مسلسل کوشش ثمر آور ہونی شروع ہوئی اور موستار کا یہ کنزرویشن پراجیکٹ آغا خان ایوارڈ برائے (آرکیٹیکچر) تعمیرات جیتنے میں کامیاب ہوگیا۔ دراصل یہ اس عظیم الشان کنزرویشن سکیم کی کامیابی کا اعلان تھا جس کی وجہ سے کئی تباہ شدہ عماراتی کمپلکسوں کو عام لوگوں کی دلچسپی اور شمولیت کے نتیجہ میں دوبارہ زندگی مل گئی تھی۔ سب سے زیادہ دلچسپ بات یہ تھی کہ ان میں تمام قومیتوں اور مذاہب کے لوگ شامل تھے۔ ان میں 'مسلمان' 'آرتھوڈکس عیسائی اور کیتھولکس جیسی مذہبی جماعتیں تھیں اور قومی لحاظ سے بوسنین' کروٹ اور سرب سب لوگ شامل تھے۔

اس پراجیکٹ میں جو عمارتیں شامل تھیں وہ موستار کے مرکز کے اردگرد آدھ کلومیٹر کے علاقہ میں واقع تھیں۔ لیکن ان تمام تعمیرات کا تعلق مختلف قوموں اور مذہبوں سے تھا۔ ان میں یہودیوں کی عبادت گاہیں عثمانی دور کی مساجد' کیتھولک اور آرتھوڈکس فرقوں کے چرچ بھی تھے۔ یہ پراجیکٹ صرف ایک تکنیکی کام ہی نہیں تھا بلکہ یہ ایک کمیونٹی کا اپنے ثقافتی ورثہ سے لگاؤ اور آپس میں اس نئے اور عجیب کام میں امداد باہمی کی ایک بہت اچھی مثال تھی۔ یہ پراجیکٹ ایک یاد رکھنے والی داستان بن گیا۔ اور سابق یوگوسلاویہ کے کئی دوسرے شہروں مثلاً ٹرنلہ وغیرہ نے اس کی پیروی میں وہی کچھ کرنے کی کوشش کی جو یہاں کیا گیا تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ بین الاقوامی طور پر ایشیا اور مشرقی وسطی کے کئی ملکوں نے اس سے بہت کچھ سیکھا۔

لیکن یہ سب کچھ اب ایک ماضی کی کہانی بن چکا ہے۔ کیونکہ ۴۰۰ ہفتوں میں کی گئی تمام کوششوں کو جنگ کی مشین نے صرف ۴۰ سیکنڈ میں ملیا میٹ کر کے رکھ دیا۔ موستار اور بوسنیا کے دوسرے شہر جن کو ماضی کا ورثہ محفوظ کرنے والے ذہین لوگوں کی تجرباتی لیبارٹریاں کہا گیا تھا۔ ان کو بھیانک کھنڈرات کا ڈھیر بنا دیا گیا ہے۔ ان شہروں کے لوگوں کو جو یکجہتی کی مثال تھے ان کو ایسے جداجدا گروہوں میں تبدیل کر دیا گیا ہے جو اب ایک دوسرے سے خوفزدہ ہیں۔ ایک دوسرے کو شک کی نظروں سے دیکھتے ہیں۔ اور ایک دوسرے پر تشدد کرنے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں۔

اس خانہ جنگی کے نتیجہ میں تباہ شدہ مکانات اور تعمیرات کھنڈروں کی شکل میں تمام ملک میں جا بجا بکھری پڑی ہیں۔ اس توڑ پھوڑ کو صحیح کرنے کے لئے ایک عمر درکار ہو گی۔ اس سوسائٹی کے ٹوٹے ہوئے سماجی تانے بانے کو دوبارہ جوڑنے کا تصور بھی محال ہے کیونکہ کوئی بھی ایسی سوسائٹی جس کو اپنے ثقافتی ورثے سے محروم کر دیا گیا ہو پہلے کبھی ایسا نہیں کر سکی ہے۔ تاریخی طور پر بوسنیا کو اپنے اردگرد کے علاقے میں ایک خاص سماجی برتری حاصل رہی ہے۔

بارھویں سے پندرھویں صدی تک اسے یورپی روایتی اقدار کا پیمانہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ اس زمانے کی کاریگری کے بہترین نمونے اس علاقے کے ۳۰۰ کے قریب شہروں کے باقیات میں اور اس علاقے کے محلوں' کلیساؤں اور دوسری پبلک جگہوں میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان تعمیرات کی اکثریت میں یورپی' رومن' گوتھک اور بازطینی سٹائل کا حسین امتزاج نظر آتا ہے۔ ایک اور تعمیراتی اثاثہ ان ستر ہزار سے بھی زیادہ تعداد میں پائے جانے والے کتبوں کی صورت میں بھی پایا جاتا ہے۔ جو مختلف جگہوں پر پائے جاتے ہیں اور یہ بھی عثمانی دور سے پہلے کی یادگار ہیں جن کو اس پر آشوب دور سے پہلے کسی نے چھیڑنے اور خراب کرنے کی کوشش نہیں کی تھی۔

عثمانیوں کے غلبہ کے بعد بوسینا کے ثقافتی ورثہ میں ایک اور خوبصورتی شامل ہوئی جو پہلے سے موجود روایات کے ساتھ مکمل طور پر ہم آہنگ ہو گئی۔ ترکوں نے بوسینا کو ملٹری اور انتظامی لحاظ سے بہت زیادہ اہمیت دی جس کے نتیجہ میں بہت تیزی سے بہت اعلیٰ قسم کی تعمیرات ظہور پذیر ہوئیں۔

یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ اسی دور میں تقریباً ایک ہزار عظیم الشان عمارات تعمیر کی گئیں۔ جن میں مقامی سامان تعمیر اور ٹیکنیک استعمال کی گئی ہے۔ اور ترکی کے بہت ممتاز ماہرین تعمیر نے بوسنیا میں آکر بہت سارے نئے خیالات اور نئی اختراعات کو رائج کیا۔ ان میں معمار سنان جیسا ماہر تعمیر بھی شامل تھا۔ جو دنیا کی مشہور و معروف مسجد سلیمانیہ کی تعمیر کیلئے جانا جاتا ہے۔ اس دور میں مسجدوں کے علاوہ دوسرے مذاہب کی عبادت گاہوں کی طرف بھی پوری توجہ کی گئی اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ آرتھوڈکس اور کیتھولک کلیساؤں میں سے بہترین پندرھویں صدی کے بعد تعمیر کئے گئے۔

اس طرح سے بوسنیا ہرزے گووینا چونکہ مشرقی اور مغربی دنیاؤں کے سنگم پر واقع تھا۔ اس لئے اس میں ایک صحیح اور سچا رواداری مصالحت اور ایک دوسرے کو برداشت کرنے والا معاشرتی ماحول نظر آنے لگا۔ اور اس نقشہ میں آپ کو بیسویں صدی کے آخر تک ایک تسلسل نظر آئے گا۔ اس خوش کن ماحول کا خاتمہ اس وقت ہوا جب یوگوسلاویہ کی ٹوٹ پھوٹ کے بعد ایک نسلی گروہ نے دوسرے تمام گروہوں پر غلبہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ اس وقت تک تین لاکھ سے زیادہ انسان موت کے گھاٹ اتارے جا چکے ہیں۔ اگرچہ انسانی مصائب اور تکلیف تو ناقابل بیان ہیں لیکن تعمیراتی ورثہ کی خوفناک تباہی ایسی ہے کہ اسے دوبارہ بھی اصلی حالت میں واپس نہیں لایا جا سکتا۔ استنبول کا ایک ادارہ جو اسلامک ہسٹری' آرٹ اور کلچر کے متعلق تحقیقات کرتا ہے۔ اس کی ایک تحقیق کے مطابق ۱۹۹۳ء کے نصف تک پانچ سو سے زیادہ ممتاز اور عالی شان اسلامی عمارات یا تو بالکل تباہ کر دی گئی ہیں یا پھر کو ناقابل تلافی نقصان پہنچ چکا ہے۔ سارا جیوو میں واقع غازی ہزروے مسجد کمپلیکس جسے ۱۵۵۰ء میں تعمیر کیا گیا تھا اور نیوے نجے میں واقع دیدے آفندی مسجد جس کو معمار سنان نے تعمیر کیا تھا۔ اور گورنزوے میں واقع سنان پاشا مسجد کو سرب آرٹلری نے خاص طور پر نشانہ بنا کر شدید طور پر تباہ و برباد کر دیا ہے۔ اس کے علاوہ بہت ساری اہم پرائیویٹ تعمیرات کو بھی شدید نقصان پہنچ چکا ہے اور دن بدن اس میں اضافہ ہو رہا ہے اور یہ ایک ایسا نقصان ہے جس کا ریکارڈ رکھنا بھی مشکل ہے۔

اس منظر کے پیش نظر یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ سب کچھ ایک سوچی سمجھی سکیم کے ماتحت کیا جا رہا ہے تا کہ اس بدنصیب مسلم سوسائٹی کو اس کے ہر قسم کے ثقافتی تعلق سے کاٹ دیا جائے۔ مسلمانوں نے اس علاقے میں جو شاندار ورثہ چھوڑا ہے۔ حملہ آوروں نے اسے مٹا دینے کیلئے بہت موثر انداز میں ختم کر دینے کی سکیم بنائی ہے۔ اور اس سکیم کے موثر طور پر نافذ ہو جانے کے بعد آنے والے بوسنیا کے مسلم باشندے (اگر وہ باقی بچ رہے تو) اس سرزمین کو اپنے اس ورثہ سے بالکل خالی پائیں گے۔ اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ اس سکیم کو مکمل طور پر نافذ کرنے کیلئے انتہائی سرعت دکھائی جا رہی ہے۔

(ڈان میگزین یکم اپریل ۱۹۹۴ء صفحہ ۴)

★☆★☆★

## بقیہ صفحہ ۴

۳۔ اس پاکستانی جج کا نام بتائیں جو دو مرتبہ عالمی عدالت ہیگ کا جج چنا گیا؟

۴۔ اس پاکستانی کا نام بتائیں جو ICJ ہیگ کا صدر رہا؟

۵۔ اس پاکستانی سائنس دان کا نام بتایئے جس نے فزکس میں نوبل انعام حاصل کیا؟

۶۔ اس شخص کا نام بتائیں جو ایوب خان کے دور میں جب نواب آف کالا باغ ملک امیر محمد خان گورنر تھا وہ مغربی پاکستان کے ایک صوبے کا چیف سیکرٹری تھا۔

۷۔ ۱۹۶۹ء میں یحیٰی خان کے دور میں وفاقی سالانہ بجٹ کس نے تیار اور پیش کیا؟

۸۔ پاکستان کا باؤنڈری کمیشن کیس کس نے پیش کیا؟

ان سب مثبت سوالوں میں جو شخصیات شامل ہیں وہ سر ظفر اللہ خان' ڈاکٹر عبدالسلام اور ایم ایم احمد ہیں جو کہ احمدیہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔

آیئے یہ امید رکھیں کہ قائداعظم کے بلند آئیڈیل پر عمل کرتے ہوئے اور انہیں یہاں رائج کرتے ہوئے پاکستان کو ایک پرامن اور ترقی پسند ملک بنایا جائے گا۔

(ایس کے منور۔ راولپنڈی)

فرنٹیئر پوسٹ کے شکریہ کے ساتھ اداریہ ۷- اپریل ۱۹۹۴ء

# مذہب کے نام پر ایک اور قتل

منظور مسیح کو جس پر توہین رسول کا الزام لگایا گیا تھا دن دیہاڑے جب وہ اور اس کے ساتھی عدالت سے پیشی کے بعد واپس جا رہے تھے۔ گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ اس شخص پر یہ الزام تھا کہ جب سلامت مسیح مبینہ طور پر مسجد کی دیوار پر کچھ ایسی باتیں لکھ رہا تھا جو توہین رسول کے مترادف تھیں وہ ایک دوسرے شخص کے ساتھ قریب کھڑا تھا۔ ان تینوں کے خلاف توہین رسالت کے تحت کیس درج کیا گیا۔

پیشتر اس کے کہ ان کا جرم کسی عدالت میں ثابت کیا جا سکتا۔ منظور مسیح قاتل کی گولیوں کا شکار ہو گیا۔ دوسرے ملزمان کی قسمت میں کیا لکھا ہے اس کے متعلق ابھی کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن اگر اس ریکارڈ پر نظر رکھی جائے جو ہمارے پاس موجود ہے تو ان کے زیادہ دیر تک بچ رہنے کی امید زیادہ روشن نہیں ہے۔ کیونکہ وہ لوگ جو اس قسم کے الزامات لگاتے ہیں وہ اس بات پر قادر ہوتے ہیں کہ وہ جس کسی کو سزا دلانا چاہیں اس کے خلاف غم و غصہ کی فضا پھیلا دیں۔ اس قسم کے قتل کی یہ کوئی پہلی مثال نہیں ہے۔ اہانت رسول کے ایک سے زیادہ ملزمان ایسے لوگوں کے ہاتھوں قتل ہو چکے ہیں۔ جو ہر وقت قانون کو اپنے ہاتھوں میں لینے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ان کا یہ فعل یا تو اسی غلط عقیدے کا نتیجہ ہوتا ہے کہ وہ ایسا کرنے سے اسلام کی خدمت کر رہے ہیں یا پھر ان کو یقین ہوتا ہے کہ وہ اس جذبہ کی آڑ میں اپنے ذاتی جھگڑوں کو چکانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔ ایسے واقعات میں ملزمان کو یا تو جیلوں میں ہی ختم کر دیا جاتا ہے یا پھر جب وہ عدالتوں میں مقدمہ میں پیش ہونے کے لئے لائے جاتے ہیں وہاں ان کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

اس کیس میں ایک ملزم سلامت مسیح ہے جس کی عمر تیرہ سال ہے۔ اور جس کو عدالت نے پچھلے سال اس کی کم عمری کی وجہ سے ضمانت پر رہا کر دیا تھا۔ اس کو بھی اس قاتلانہ حملے میں نشانہ بنایا گیا تھا۔ آپ اندازہ کریں کہ اتنے کم عمر لڑکے کے لئے مسلسل موت کے خوف کے سائے میں زندگی کیسا عذاب ہو گی۔ اور وہ بھی ایک ایسے جرم کے الزام میں جس کے کرنے کا وہ سرے سے ہی انکاری ہے۔ کسی بھی صورت میں آخر ایسا کرنے کے لئے اس کا مقصد کیا ہو سکتا ہے۔

یہ سارا قضیہ اہانت رسول کے قانون کا شاخسانہ ہے۔ دفعہ ۲۹۵- سی جس کے تحت ان تینوں پر مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ اس میں کسی قسم کی نیت کا ذکر نہیں ہے جو کہ اس قسم کے فوجداری قانون میں انتہائی ضروری ہے۔ اس قانون میں اس ضرورت کے سلسلے میں دوسرے قوانین سے بھی ہٹ کر قانون سازی کی گئی ہے۔

مثال کے طور پر دفعہ ۲۹۵ اے میں مذہبی جذبات کو مجروح کرنے میں جان بوجھ کر کرنے اور کینہ پروری پر مبنی نیت ہونے پر زور دیا گیا ہے۔ بہر حال زیر غور مسئلہ اس سے بھی وسیع تر ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قانون کو ذاتی جھگڑے نبٹانے کے لئے غلط طور پر استعمال کیا جا رہا ہے۔ اور جیسا کہ ہم پہلے بھی بار بار دیکھ چکے ہیں اس سلسلے میں اقلیتیں خاص طور پر غیر محفوظ ہو گئی ہیں۔

اب وقت آگیا ہے کہ تمام متعلقہ لوگوں کو واضح طور پر بتا دیا جائے کہ کوئی شخص قتل کا جرم کرنے کے بعد بچ نہیں سکے گا۔ چاہے وہ اس مکروہ کام کے لئے کسی بھی بہانے کا سہارا لینے کی کوشش کرے۔

اس موجودہ کیس میں زخمی ہونے والوں میں سے ایک زخمی نے ان لوگوں کو پہچان لیا ہے جو خود اس حملے میں شامل تھے۔ اور ان لوگوں کی بھی نشان دہی کی ہے جنہوں نے ان حملہ کرنے والوں کو اکسایا۔ انتظامیہ کو ان لوگوں کے خلاف قانون کی بھرپور قوت استعمال کرنی چاہئے۔ دریں اثنا اہانت رسول کے قانون میں ترمیم کرنے کی تجویز جس میں کہا گیا ہے کہ اہانت رسول کا غلط الزام لگانے والوں کو دس سال قید کی سزا ملے گی اس کو جلد از جلد پاس کرانے کی کوشش کی جانی چاہئے۔

وہ قوانین جن کا واضح طور پر مقصد یہ تھا کہ ہمارے مذہب کی توقیر قائم ہو۔ ان کا بہت زیادہ غلط استعمال کیا گیا ہے۔ اور انہیں ایسے مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا ہے۔ جو اسلام کی انسانی اقدار اور اس کی رواداری کی روح کے بالکل خلاف ہیں۔ اب اس بات کی اجازت مزید ہرگز نہیں دی جانی چاہئے۔

(فرنٹیئر پوسٹ ۷- اپریل ۱۹۹۴ء)

★☆★☆★

**THE FRONTIER POST** *Thursday April 7, 1994*

# Another murder in the name of religion

Manzoor Masih, a man accused in a blasphemy case, was gunned down in cold blood in broad daylight as he and his companions also were returning from a court hearing in Lahore. The man was accused of standing by, along with another person, while Salamat Masih allegedly wrote something on the wall of a mosque that was insulting to the Prophet Muhammad (PBUH). A case was instituted against the three under the blasphemy laws. Before their crime could be proved in any court Manzoor Masih has already succumbed to the murderer's bullet. What the fate of the other two would be remains to be seen. But if the record is anything to go by their chances of surviving for very long are not particularly bright given the climate of rage fed by uninformed righteousness that those who make such accusations are usually able to create against whomever they wish to persecute. A murder of this kind is by no means unprecedented. More than one accused under blasphemy laws has been killed by those all too ready to take the law into their own hands whether because of a mistaken belief that in so doing they serve the cause of Islam or because they are confident that they can project this as the motive while settling personal scores. The accused in such cases have been known to be murdered in prison as well while awaiting trial. One accused in the present case is Salamat Masih who is now thirteen years old and was granted bail by the court last year by reason of being a minor. He too was a target of the murderous attack. Think of a boy this age having to live with the fear of being killed at any time for an offense that he says he did not commit. In any case what possible motive could he have?

But this brings us to the blasphemy law itself. Under Section 295-C PPC, one of the sections under which the three were charged, there is no reference to motive which is of crucial significance in criminal law. To this extent it is a departure from other similar laws as well. For instance Section 295-A emphasises deliberate and malicious intent in the context of hurting religious feelings. However, the issue is broader than this. There is little doubt that the law is being misused to settle personal scores and in this regard the minorities as we have witnessed time and again are particularly vulnerable. It is time to make it absolutely clear to all concerned that nobody will be allowed to get away with murder, regardless of the cover they seek to give this foul act. In the present case those actually involved in the attack as well as others who instigated them have been identified by one of the injured. The administration must bring to bear the full force of the law against them. Meanwhile the reported proposal to amend the blasphemy law, making a false allegation punishable by ten years imprisonment, must be pushed through without further delay. Laws ostensibly meant to ensure respect for our religion have been abused with abandon for purposes that run entirely contrary to Islam's humane core and its spirit of tolerance. This should not be allowed to go on.

زراعت کالم سید ظہور احمد شاہ

# بہاریہ سورج مکھی کی بہتر نگہداشت

سورج مکھی کی بہتر پیداوار حاصل کرنے کے لئے اس کی مناسب نگہداشت انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ فصل کی بر وقت گوڈی، آب پاشی، اور برداشت سے اس کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ممکن ہے۔

سورج مکھی کی فصل روئیدگی سے کونپلیں نکالنے تک تو خشکی برداشت کر لیتی ہے لیکن پھول نکلتے اور بیج بنتے وقت پانی کی کمی کی وجہ سے پیداوار اور بیج میں موجود تیل کی مقدار پر بہت برا اثر پڑتا ہے سورج مکھی کی فصل کو عام حالات میں تین چار دفعہ پانی کی ضرورت پڑتی ہے۔ پہلا پانی

فصل کے اگنے کے چار ہفتوں کے اندر اور دوسرا پانی پہلے پانی سے ۱۵-۲۰ دن بعد دینا چاہئے۔ تیسرا پانی جب فصل میں پھول نکلنا شروع ہو جائیں جبکہ چوتھا پانی اس وقت دینا چاہئے۔ جب بیج بننا شروع ہو جائیں۔ فصل کو سب سے زیادہ پانی کی ضرورت اسی مرحلہ میں ہوتی ہے اور اس وقت پانی کی کمی پیداوار میں کمی کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔

گوڈی کرنے سے نقصان دہ جڑی بوٹیوں کو تلف کرنے۔ سطح زمین کو نرم کرنے اور زمین میں نمی موجود رکھنے اور زمین میں ہوا کی آمدورفت قائم رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ اور ان سب باتوں سے فصل کی پیداوار میں خاطرہ خواہ اضافہ ممکن ہے۔

جب پودے ایک فٹ کے ہو جائیں تو ان کی جڑوں کے گرد مٹی چڑھا دینی چاہئے۔ اس طرح ایک طرف تو گوڈی ہو جاتی ہے اور دوسری طرف جڑی بوٹیاں بھی تلف ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ایک اور فائدہ مٹی چڑھانے کا یہ ہے کہ پودے کے تنے کو سہارا مل جاتا ہے اور بعد میں پکنے پر پودا گرنے سے بچ جاتا ہے۔ اگر ڈرل یا پلانٹر سے بوائی کی گئی ہو تو ٹریکٹر اور مٹی پلٹنے والے چھوٹے ہلوں سے بھی مٹی چڑھانے کا عمل کیا جا سکتا ہے۔ یہ عمل بعد دوپہر کیا جائے تو زیادہ نرم ہوتا ہے۔ اور پودے کے ٹوٹنے کا احتمال کم ہوتا ہے۔

فصل پکنے کے وقت اس کو پرندوں سے بچانا از حد ضروری ہے۔ اس کے لئے پٹاخے بھی استعمال کئے جا سکتے ہیں۔ اور آدمی کا پتلا بنا کر فصل میں نمایاں جگہ پر کھڑا کرنا بھی فائدہ مند ہوتا ہے فصل کو اگر بلاک میں کاشت کیا جائے تو یہ کام قدرے آسان ہو جاتا ہے۔ پرندوں سے حفاظت شروع سے ہی کرنی چاہئے کیونکہ اگر پرندوں کو ایک دفعہ بیج کھانے کی عادت پڑ جائے تو پھر ان کا تدارک مشکل ہو جاتا ہے۔

جب پھولوں کی پشت زرد اور پتیاں بادامی ہو جائیں تو سمجھ لیں کہ فصل برداشت کے قابل ہو گئی ہے۔ گو ان کے پتے اور تنے ابھی سبز ہی ہوں۔ جب پھولوں کی پشت زرد ہو جائے تو ان کو درانتی سے کاٹ کر چھوٹی چھوٹی ڈھیریوں کی شکل میں یا زمین پر پھیلا کر چار پانچ دن خشک ہونے کے لئے پڑا رہنے دینا چاہئے۔ پھر ان کو چاہئے ڈنڈوں سے کوٹ کر بیج نکال لیں یا زیادہ فصل کی صورت میں تھریشر یا کمبائن استعمال کریں۔ اگر فصل میں کمبائن چلانا مقصود نہ ہو تو اسے کھیت کے کنارے کھڑا کر کے اس میں کاٹے ہوئے پھول ڈال کر بیج نکال لیں۔ بعد میں چھاج کی مدد سے بیج صاف کر لیں۔ یا بیج صاف کرنے والی مشین سے صاف کر لیں۔

بیج کو ذخیرہ کرتے وقت اس میں نمی مقدار ۸ تا ۱۰ فی صد ہونی چاہئے۔ اس لئے بیج کو صاف کر کے دوبارہ اچھی طرح خشک کر لیا جائے۔ ورنہ بیج کو پھپھوندی (FUNGUS) لگ جانے کا خطرہ رہے گا۔ اور بیج کی روئیدگی کی صلاحیت کم ہونے کے علاوہ اس میں تیل کی مقدار اور تیل کی کوالٹی پر بھی اثر پڑے گا۔

## "پاکستان کے امتیازی قوانین اقلیتوں کیلئے عذاب بن گئے"

○ عیسائی اور احمدی سب سے زیادہ متاثر ہو رہے ہیں انسانی حقوق کمیشن کی رپورٹ پر انڈیا ریڈیو کا تبصرہ

نئی دہلی (ریڈیو رپورٹ) پاکستان کے حقوق انسانی کمیشن کی رپورٹ کے مطابق پاکستان میں امتیازی قوانین اور سماجی عدم مساوات اقلیتوں کے لئے عذاب بن گئے ہیں اسلام آباد میں جاری کی جانے والی کمیشن کی رپورٹ کے مطابق پاکستان کے آئین میں درج کئی نکات انسانی حقوق کے لئے لازمی باتوں سے مطابقت نہیں رکھتے کمیشن کے مطابق پاکستان کا آئینی ڈھانچہ معاشرے کو سیکولرزم کے راستے پر لے جانے کی اجازت نہیں دیتا اور عدم مساوات کا شکار لوگوں کی نمائندگی کے بارے میں غیر جانبدار نہیں ہے رپورٹ میں اقلیتی فرقوں کے خلاف اسلام کی بے حرمتی انسداد سے متعلق قانون کے بے دریغ استعمال کی جانب بھی توجہ مبذول کروائی گئی ہے اس قانون سے عیسائی اور احمدیہ فرقے کے لوگ سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں آل انڈیا ریڈیو کے مطابق صوبہ سندھ میں سماجی عدم مساوات کا سب سے زیادہ شکار ہندو ہو رہے ہیں رپورٹ کے مطابق گزشتہ سال انتہا پسند سنی گروپوں کے تشدد اور ان کے ہاتھوں دیگر فرقوں کے لوگوں کی ہلاکت کے واقعات کہیں زیادہ ہوئے ہیں۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۷ اپریل ۱۹۹۴ء)

# اطلاعات واعلانات

## درخواست دعا

○ مکرم میاں محمد اسماعیل صاحب مدینہ ٹاؤن فیصل آباد کی اہلیہ محترمہ کا بائیں آنکھ کا اپریشن پندرہ بیس روز قبل ہوا تھا۔ آنکھ کی بینائی نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے بینائی بحال کر دے۔

○ حلقہ النور سوسائٹی کراچی کے محترم محمد فاضل صاحب معدے اور جگر کی خرابی کی وجہ سے سخت تکلیف میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرمائے۔

## گمشدگی نکاح فارم

○ دو عدد نکاح فارم (اندراج شدہ شعبہ رشتہ ناطہ) بنام فضیلت یاسمین بنت عبد اللہ صاحب ساکن طاہر آباد ربوہ۔ بہمراہ مکرم ذوالفقار علی صاحب ولد محمد طفیل صاحب ساکن گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

— نرگس نسیم صاحبہ بنت محمد حنیف صاحب ساکن گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ ہمراہ شہباز احمد ولد صدیق احمد صاحب ساکن گھٹیالیاں ضلع سیالکوٹ

دفاتر صدر انجمن احمدیہ سے بہشتی مقبرہ جاتے ہوئے کہیں گر گئے ہیں۔ جن صاحب کو ملیں وہ عبد اللہ پہریدار بہشتی مقبرہ یا دفتر بہشتی مقبرہ میں پہنچا دیں۔

## پتہ درکار ہے

○ محترمہ خورشیدہ بیگم صاحبہ زوجہ صوبیدار دین محمد صاحب وصیت ۱۷۱۸۷ چک لالہ راولپنڈی سے وصیت کی تھی اس کے بعد دفتر سے کوئی رابطہ نہیں لہٰذا اگر یہ خود پڑھیں یا کسی کو ان کے بارہ میں علم ہو تو فوری دفتر سے رابطہ کریں۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

## تلاش گمشدہ گھڑی

○ ایک سیکو فائیو زنانہ گھڑی چار پانچ روز قبل گولبازار سے دارالیمن آتے ہوئے کہیں گر گئی ہے۔ جس کسی کو ملے وہ درج ذیل پتہ پر پہنچا کر ممنون فرمائیں۔

رانا طاہر احمد
مکان نمبر ۱۸/۱۲ دارالیمن غربی ربوہ

## اہالیان ربوہ متوجہ ہوں

○ مکرم سیکرٹری صاحب بلدیہ ٹاؤن کمیٹی کی طرف سے رپورٹ ہے کہ اہالیان ربوہ کے ذمہ واٹر ریٹ و ترقیاتی ٹیکس کے علاوہ دیگر ٹیکس واجب الادا ہیں۔ لہٰذا جن افراد کے ذمہ ٹیکس واجب ہیں فوری طور پر اپنے ٹیکس بلدیہ میں جمع کروائیں بصورت دیگر قانونی کارروائی کی جائے گی۔

(صدر عمومی)

## کامیابی

○ مکرم پروفیسر محمود احمد صاحب قائد ضلع کوٹلی آزاد کشمیر کے بیٹے اعجاز محمود نے اس سال فیڈرل گورنمنٹ پبلک سکول کوٹلی سے کلاس 4th میں سالانہ امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے عزیز نے کلاس اول، دوم اور سوم میں بھی پہلی پوزیشن ہی حاصل کی تھی۔ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی کامیابیوں سے نوازتا رہے۔

## اعلان داخلہ

○ نصرت جہاں اکیڈمی ربوہ میں جماعت ہفتم تا نہم چند طلباء کے داخلہ کی گنجائش موجود ہے۔ خواہشمند طلباء فوری طور پر فارم اور پراسپکٹس کے لئے دفتر سے رابطہ کریں داخلہ ٹیسٹ مندرجہ ذیل شیڈول کے مطابق ہو گا۔

۲۰۔ اپریل بروز بدھ صبح ۹ بجے ریاضی، اردو
۲۱۔ اپریل بروز جمعرات صبح ۹ بجے انگلش اور سائنس

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی)

## تصحیح

○ الفضل مورخہ ۲۱۔ مارچ ۹۴ء کے پرچہ میں اعلان وصیت بابت مکرمہ روبینہ الطاف صاحبہ مسل نمبر ۲۹۴۴۰ کے گواہ نمبر ۲ کا نام غلط شائع ہوا ہے درست نام اس طرح پڑھا جائے۔

رفعت احمد ولد بشارت احمد درویش
وصیت نمبر ۲۶۲۵۳

(سیکرٹری مجلس کارپرداز)

## خبریں

**ربوہ ۱۶- اپریل-1994ء**
آج دھوپ نکلی ہے۔
درجہ حرارت کم از کم 11 درجے سنٹی گریڈ اور زیادہ سے زیادہ 28 درجے سنٹی گریڈ

○ صدر مملکت سردار فاروق احمد خان لغاری نے کہا ہے اگر ییلو کیپ اور موٹروے منصوبے جاری رہتے تو ملک اب تک دیوالیہ ہو چکا ہوتا۔ انہوں نے کہا سیاسی استحکام کے لئے حکومتی پارٹی کے پاس دو تہائی اکثریت کا ہونا ضروری نہیں۔

○ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ اب ہم سرمایہ اکٹھا کرنے کی سیاست نہیں ہونے دیں گے۔ اسلامی نظام کے مطابق سرمایہ کی تقسیم کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ انشاءاللہ چار سال میں بجلی کے بحران کا خاتمہ کر دیا جائے گا۔

○ فوج کے سابق سربراہ جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا کہ پاکستان اسی صورت میں ایٹمی پروگرام بند کرے جب بھارت بھی اس کے لئے تیار ہو۔

○ وزیراعظم پاکستان محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ آٹھویں ترمیم کے خاتمے کے لئے اپوزیشن کی مدد کی ضرورت ہے اور ہم امید رکھتے ہیں کہ جیسے وقت گزرے گا حکومت اور اپوزیشن کے درمیان اس معاملے پر سمجھوتہ ہو جائے گا۔

○ سابق نگران وزیراعظم معین قریشی نے کراچی پہنچنے پر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ وہ کسی اہم مشن پر پاکستان نہیں آئے۔ انہوں نے کہا کہ فلور کراسنگ آرڈیننس صحت مند جمہوری نظام اور مستحکم منتخب حکومت کے لئے ضروری تھا۔

○ حکومت نے نواز شریف کے دور حکومت میں سرکاری خرچ سے حاصل کی جانے والی انتہائی قیمتی کاروں کے بیڑے کی اسلام آباد میں نمائش لگا کر لوگوں کو انہیں خود دیکھنے کا موقعہ دیا۔ اس موقعہ پر سرکاری ترجمان نے بتایا کہ ۵۳- قیمتی کاروں کی خریداری پر سات کروڑ سے زیادہ روپے خرچ کئے گئے جو تعلیم و صحت کے لئے رکھے گئے مخصوص فنڈ سے زیادہ تھے۔

○ پاکستان کے مایہ ناز عالمی شہرت یافتہ سائنس دان پروفیسر ڈاکٹر سلیم الزمان صدیقی کراچی میں انتقال کر گئے۔ آپ کی عمر ۹۶- سال تھی۔

○ چیئرمین سینیٹ وسیم سجاد نے کہا ہے کہ مغربی معاشی نظریات اسلامی معاشرے کے لئے مکمل طور پر اجنبی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نظریاتی مملکت ہے اس کا معاشی نظام بھی اسلامی نظریات کے مطابق ہونا چاہئے۔

○ سینیٹ میں قائد ایوان اور انٹی کرپشن کمیٹی کے چیئرمین ملک محمد قاسم نے کہا ہے کہ کرپشن اتنی زیادہ ہے کہ فوری طور پر قابو پانا ممکن نہیں۔

○ لاہور پولیس نے سندھ اسمبلی کے رکن میر مرتضٰی بھٹو کو چوہدری ظہور الٰہی کے قتل میں گرفتاری ڈال دی ہے۔

○ بین الاقوامی مالیاتی اداروں نے حکومت پاکستان کو کہا کہ اگر ۷۷- ارب سے زائد مالیت کے قرضوں کی وصولی تیز نہ کی گئی تو مزید قرضے نہیں ملیں گے۔ وزیراعظم سیکرٹیریٹ نے بین الاقوامی مالیاتی اداروں کی نئی تجاویز موصول ہونے کے بعد تمام قرضے بلا امتیاز فوری طور پر وصول کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

○ وفاقی حکومت نے گریڈ سترہ سے گریڈ بائیس کے افسروں کی تنخواہوں میں ۳۵- فی صد اضافے کی منظوری دے دی ہے یہ اضافہ یکم جون ۱۹۹۴ء سے ہو گا۔ یاد رہے گریڈ ایک سے گریڈ ۱۶- تک کے ملازمین کی تنخواہوں میں ۳۵- فی صد اضافے کا فیصلہ پہلے ہی کیا جا چکا ہے۔

○ ٹیسٹ کرکٹر جاوید میاں داد نے وزیراعظم بے نظیر بھٹو کے کہنے پر اپنی ریٹائرمنٹ کا فیصلہ واپس لے لیا ہے۔

○ شارجہ میں ہونے والے آسٹریلیشیا کپ ون ڈے کرکٹ ٹورنامنٹ میں پاکستان نے بھارت کو ۶- وکٹوں سے ہرا دیا۔ سعید انور نے ۴۷- رنز بنا کر مین آف دی میچ اور باسط علی ۵۷- رنز بنا کر ناٹ آؤٹ رہے۔ بھارتی ٹیم ۲۱۹- رنز پر آؤٹ ہو گئی اور پاکستان نے مطلوبہ رنز چار وکٹوں پر بنا لئے۔

○ کراچی میں ملیر میں مسلح افراد نے سابق رکن قومی اسمبلی ریحان عمر فاروقی کو فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا اور فرار ہو گئے۔

○ مسٹر جسٹس سعد سعود جان نے جمعہ کو سپریم کورٹ کے قائم مقام چیف جسٹس کے عہدے کا حلف اسلام آباد میں اٹھالیا۔

○ آتش زدگی کے باعث مظفر گڑھ پاور سٹیشن کا یونٹ نمبر ایک بھی بند ہو گیا۔ اس وجہ سے ملک بھر میں لوڈ شیڈنگ کے اوقات بڑھانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ فنی نقائص کے باعث بند یونٹ کے پرزے کھولنے کی کوشش کی گئی جس سے حادثہ ہو گیا۔

○ پاکستان مسلم لیگ کے صدر اور قائد حزب اختلاف محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ حکومت کو ایٹمی مسئلہ پر قومی اتفاق رائے کی نفی نہیں کرنے دیں گے۔ انہوں نے کہا کہ معائنے 'تصدیق' یا خاموش ڈپلومیسی کے پردے میں اس موقف کو ترک کرنا گویا ایٹمی پروگرام اور اس پر اتفاق رائے کو رول بیک کرنے کے مترادف ہو گا۔

○ وزیراعظم محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ تحریک عدم اعتماد کی باتیں کرنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔

○ وزیر خارجہ پاکستان سردار آصف احمد علی نے کہا ہے کہ ایٹمی اور ایف-۱۶- کے مسائل پر امریکہ سے معاہدہ سال رواں میں ہو جائے گا۔

○ حکومت کے موبل آئل پر ٹیکس عائد کرنے کی وجہ سے موبل آئل کی قیمتوں میں ۱۰- روپے فی لٹر تک اضافہ کر دیا گیا ہے۔

○ گورنر پنجاب چوہدری الطاف حسین نے کہا ہے کہ پنجاب پولیس کو ۱۵- یوم میں جدید اسلحہ سے لیس کر دیا جائے گا۔ پولیس کو موٹر سائیکلیں اور مواصلات کی بہتر سہولیات فراہم کر دیں گے جس سے جرائم کے خاتمہ میں مدد ملے گی۔

○ جماعت اسلامی کے سربراہ قاضی حسین احمد نے کہا ہے کہ میں نہیں چاہتا کہ موجودہ حکومت ختم ہو۔ انہوں نے کہا حکمران جماعت اور اپوزیشن میں ذرہ بھر فرق نہیں دونوں کو ملک کے مسائل سے کوئی سروکار نہیں۔ دونوں کرپشن اور ہارس ٹریڈنگ میں ملوث ہیں۔

○ بھارت نے پاکستان کو دو طرفہ مذاکرات وزراء اعظم کی سطح پر دوبارہ شروع کرنے کے لئے نئی تجاویز پیش کی ہیں جن کا پاکستان جائزہ لے رہا ہے۔ پاکستان نے کہا ہے کہ ہم مسئلہ کشمیر کو مذاکرات میں سرفہرست رکھنا چاہتے ہیں۔

○ امریکی نائب وزیر خارجہ مسٹر سٹروب ٹالبوٹ نے امریکی صدر کو اپنے حالیہ بھارت اور پاکستان کے دوروں کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے کہا ہے کہ پاکستان اور بھارت کا موقف سخت ہے۔ مسئلہ کشمیر پر بھی دونوں ملک اپنے اپنے موقف پر ڈٹے ہوئے ہیں اور باہمی کشیدگی کی وجہ سے جنگ بھی ہو سکتی ہے۔

○ کشمیر کمیٹی آف پاکستان کے وفد سے ملاقات کے موقعہ پر ایمنسٹی انٹرنیشنل کے نمائندوں نے کہا کہ مسئلہ کشمیر عالمی سطح پر اٹھانے سے پہلے پاکستان اقلیتوں سے سلوک پر نظر ثانی کرے۔ انسانی حقوق کے عالمی اداروں کی طرف سے توہین رسالت ایکٹ ختم کرنے کا بھی مطالبہ کیا گیا۔

○ کراچی میں زرعی ادویات تیار کرنے والی ایک کمپنی کے کیمیائی گودام میں آتش زدگی کے نتیجہ میں سینکڑوں ڈرم دھماکے سے پھٹ گئے۔ زہریلے دھوئیں کے سیاہ بادل علاقہ میں پھیل گئے۔ خطرہ ہے اس دھوئیں سے انسانی اعضاء اور اعصابی نظام متاثر ہو سکتا ہے۔

ھُوالشّافی
پینز کیوریٹو سمیل
Pains Curative Smell
سر سے لیکر پاؤں تک ہر قسم کے دردوں کے فوری علاج کیلئے حسب ضرورت سونگھیں۔
(پیٹ درد کے لئے ڈائجسٹ کیوریٹو سمیل Digest Curative Smell اور درد دل کیلئے ہارٹ کیوریٹو سمیل Heart Curative Smell زیادہ مفید ہیں۔)
قیمت :- فی سمیل 20.00 روپے، روزمرہ کی سات کیوریٹو سمیلز خوبصورت پرس میں 150.00 روپے علاوہ ڈاک خرچ 10.00 روپے
ایکسپورٹ کوالٹی :- فی سمیل : پانچ ڈالر $5
مکمل پرس پالیسی ڈالر $40 (ترقی پذیر ممالک کیلئے علیحدہ ریٹ)
موجد:- ہومیوپیتھک ڈاکٹر راجہ نذیر احمد ظفر
کیوریٹو سمیلز انٹرنیشنل ربوہ۔ پاکستان
فون: سیلز 211283 ہیڈ آفس 771 کلینک 606

حب مفید اطفال ۲۰ گرام ۳۰/- ۴۰ گرام ۶۰/-
اکسیر اولاد نرینہ (کورس) ۱۵۰/- روپے
زوجام عشق خاص ۲۰۰/- روپے
روشن کاجل ۵/- روپے
تریاق معدہ ۱۲/- روپے ۲۴/- روپے
دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) ربوہ
فون ۲۱۱۴۳۴ ۲۱۲۴۳۴